حضرت کاکاؒ صاحب کی زندگی کے مختلف گوشے

سید مبشر حسین شاہ کاکا خیل*

اختر رسول بودلہ**

Abstract

Hazrat Kaka Sahib was a famous sufi said in the Khyber Pakhtunkhwa. He was a God-fearing man who always practiced and taught his disciple to serve humanity irrespective of creed, race and religion in order to please the Almighty Allah. In the said article, different aspects of Hazrat Kaka Sahib are highlighted. He message was very clear that every human being is worthy of respect and love, therefore, it is the duty of all to spread love, peace and harmony in the society. He always stood for truth and justice. His teachings are still a beacon of life for those who want to live a happy and contended life.

تاریخ ولادت با سعادت

جس طرح باران رحمت کے برسنے سے پہلے اس کے آثار ٹھنڈی ہواؤں کی صورت میں ظہور پذیر ہوتے ہیں، اسی طرح کسی مرد جلیل کی ولادت سے پہلے اس کے آثار نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ حضرت کاکا صاحب کی ولادت سے پہلے آپ کی والدہ محترمہ کو مبارک بشارتیں دی گئیں اور یقین دلایا گیا کہ آنے والا بچہ نہایت بابرکت اور خاندان بھر کے لیے باعث فخر ہو گا۔ آپ کی ولادت ۳۰ شعبان یا یکم رمضان بروز جمعہ۹۸۳ ہجری صبح صادق کے وقت ہوئی۔ جس سے آپ کے والد محترم شیخ بہادر بابا کا گھر روشن ہو گیا۔ [۱] اس وقت آپؒ کی تعلیم و تربیت، استاد اخوالدین سلجوقی نے کی۔ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد آپ سلسلہ اویسیہ سے وابستہ ہوگئے اور جلد ہی معارفت کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ شرعی

---

* طالب علم ایم فل اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

امور کی پابندی کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ آپکا انتقال بروز جمعہ 24رجب 1063ھ کو ہوا اور نوشہرہ سے چھ میل دور دفن ہیں۔ جہاں آپؒ کا مزار ہے وہ جگہ اب زیارت کاکاصاحب کے نام سے مشہور ہے۔ آپؒ کے پانچ بیٹوں نے بھی علم و حکمت کی وجہ سے بہت شہرت پائی۔ آپؒ کے خلفاء بھی صاحبان علم و فقر اور صاحب و کرامات گزرے ہیں۔

خیبر پختونخواہ کا شاید ہی کوئی مسلمان ہو جس نے حضرت کاکا صاحبؒ کا نام نہ سنا ہو، حضرت بہادر بابا انہی کاکا صاحبؒ یا حضرت شیخ رحمکارؒ کے والد بزرگوار تھے۔ حضرت بہادر باباؒ ۱۵ رمضان المبارک ۹۴۱ھ کو پیدا ہوئے۔ یہ وہ دَور تھا جب ان علاقوں میں حضرت بابابونیریؒ اور بایزیدانصاریؒ (پیر روشن یا پیرِ تاریک) کے ماننے والوں میں باہمی آویزش اپنے عروج پرتھی۔

آپؒ کی ولادت شعبان کی تیسویں تاریخ شب جمعرات یا رمضان کی پہلی تاریخ بروز جمعہ بوقت قریب صبح صادق ہوئی اس کے متعلق تینوں کے تینوں معلومات زمانہ قدیم کی روایات خواہ کتابوں، قلمی مسودات یا غیر مطبوعہ شجروں کے ذریعے سے یا زبانی سینہ بہ سینہ ہیں ان میں وقت ولادت شب ولادت ماہ ولادت شعبان تیسویں رات یا رمضان کی پہلی رات کا ذکر موجود ہے لیکن سال ولادت کا قطعی یقین کے ساتھ ذکر نہیں حتی کہ حضرت شیخ عبدالعلیم گل المعروف شیخ دانش مندؒ نے بھی اپنی کتاب میں اپنے والدبزرگوار کی ولادت کے سن و سال کا کوئی ذکر نہیں کیا اس کے علاوہ میاں صاحب ابواسد اللہ سید مہتداللہ کاکا خیل کی کتاب سے اقتباس پرغور کرنے سے پتہ چلتا ہے

> عمر ایشان ھشتاد سال بود و رحلت در
> ۱۰۶۳ھ ہجری کردند بدین حساب در
> ۹۸۳ھ ہجری بہ بستم سال جلوس اکبر بادشاہ
> پیداشدہ بہ بست وششم (۲۶) سال جلوس
> شاہ جہاں بادشاہ وفات یافت و بادشاہت
> شاہجان در سال ۱۰۶۹ھ ختم شدہ بود
> یعنے بعد وفات حضرت ایشان شش سال دیگر

ہم شاہ جہان بادشاہت کردہ است واورنگ زیب
شش سال بعد از وفاتِ شیخ المشائخ بہ تخت نشتہ است

اسی نکتے کی وجہ سے شیخ رحمکارؒ کی ولادت باسعادت کا سال ۹۸۳ھ لکھا گیا اور مشہور ہوااور آئندہ جن حضرات نے بھی شیخ رحمکارؒ کی ولادت کا ذکر کیا ہوبہویہی لکھ دیا۔ مصنف سیف الرحمٰن سید کاکا خیل اپنی کتاب شیخ کاکا قطب میں موقف ہے کہ ''ہم یہ نہیں کہتے ہیں مذکورہ سن درست نہیں البتہ عمر اسی (۸۰) سال ہونے کا اندازہ صحیح نہیں لگایا گیا۔ اس کے لئے تحقیق کی ضرورت تھی۔ اس مقصد کے لئے مصنف نے تحقیقات اسلامی کراچی کے زیرِ نگرانی '' تقویم تاریخی'' کے نام سے جو کتا ب ہے اس سے تحقیق کی تو پتہ چلا ۹۸۳ھ بمطابق ۱۵۷۵ء میں یکم رمضان بروز اتوار اور گریگوری کیلنڈر کی دسمبر کی ۴ تاریخ بنتی تھی۔ اب ہجری حساب سے دیکھا گیا تواس سے پتہ چلا یکم ماہ رمضان مبارک بروز جمعہ ۹۸۱ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۵۷۳ءثابت ہوگیا یعنی ہجر ی سا ل ۹۸۱ ھ بروز جمعہ دونوں روایات کے مطابق ہے خواجہ اویسیؒ شیخ رحمکار کاکا صاحبؒ کی صحیح ولادت باسعادت یکم رمضان مکرم ۹۸۱ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۵۷۳ء بروز جمعۃ المبارک ہے۔

آپؒ کی والدہ محترمہ کا نام ''عزیز بخت''تھا۔ وہ بہت نیک اور عبادت گزار تھیں۔ دنیوی آلائشوں کی جانب بہت کم مائل تھیں۔ اپنے وقت کے ایک نیک طینت شخص کی زوجہ محترمہ تھیں اور ایک اور پیدائشی ولی اللہ کی مادرمحترمہ ہونا ازل سے ان کے نصیب میں تھا۔ اس قدر سعادت مند تھیں کہ شوہر بزرگوار کی رحلت کے بعد جب فقیر صفت بیٹے نے اپنے والد کے ترکے کواللہ کی راہ میں صدقہ خیرات کرنے کی اجازت مانگی تو خندہ پیشانی سے رضائے الٰہی کے لیے بہ خوشی اجازت دے دی۔ ۲

آپ کے اسمائے مبارکہ کی وجہ تسمیہ:

کاکا صاحبؒ

حضور کاکا صاحب کے نام مبارک کے سلسلہ میں مختلف روایات ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت شیخ صاحبؒ نے جمعہ کے دن ولادت فرمائی اور اس روز بہادر

بابا(المعروف (ابک صاحبؒ) نے بی بی صاحبہ کو حکم دیا کہ اس بچے کو پاک و صاف کرکے عطر اور سرمہ لگا کر گھوارہ میں ڈال کر ایک بلند جگہ پر رکھ دیجئے۔ چنانچہ ویسا ہی کیا گیا اور شیخ صاحبؒ نے آپؒ کو پنگھوڑے میں ڈال کر ایک پہاڑی پر رکھ دیا اور ابک صاحبؒ اور دیگر لوگ وہاں سے ہٹ کر دوُر بیٹھ گئے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ قبلہ کی جانب سے پانچ سفید رنگ کے پرندے آتے ہیں اور ان کے پر رنگ رنگ کے تھے اُن پرندوں میں سے چار تو گھوارے کے چاربازوؤں پر بیٹھ گئے اور ایک جو ان سب میں خوب صورت تھا،گھوارے کے اوپر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد بہت سے پرندے مشرق اور مغرب شمال اور جنوب کی جانب سے آکر اکٹھے ہوگئے بعض تو درخت پر بیٹھ گئے اور بعض ہوا میں اُڑ رہے تھے اور نماز ظہر سے عصر کی نماز تک یہی حالت تھی،جب سورج ڈوب گیا تو پرندوں میں جو بہت خوب صورت تھا وہ اُڑ گیا اُس کے بعد باقی چار پرندے اُڑ گئے اور پھر سارے پرندے منتشر ہوگئے اور شام تک کوئی پرندہ باقی نہ رہا اُس کے بعد شیخ ابک صاحبؒ نے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا کہ جاؤ اور اپنے بیٹے کو لے آؤ کہ رسول اللہﷺ سے اُس کو کمال حاصل ہوا اور رسول اللہﷺ اور تمام جلیل القدر اصحاب اور ساری دنیا کے اولیاء کرام نے نہایت شفقت اور مہربانی سے تمہارے فرزند کی زیارت فرمائی اور واپس تشریف لے گئے اور آپ کو کاکا صاحب کا لقب رسول اللہﷺ سے حاصل ہوا۔ ورنہ ماں باپ نے تو کستیر نام رکھا تھا، لوگ آپ کو باباجی، شیخ رحمکار وشیخ رامکار یا شیخ جی کہا کرتے تھے۔ ۳

سید محمد تنظیم الحق حلیمی صاحب کی تحقیق کے مطابق کاکا ترکی زبان کا لفظ ہے اور غالبًا صوفیاکے ایک خاص سلسلے کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لفظ کی دوسری شکلیں کاکو، کاکی بھی ہیں۔ حضرت شیخ رحمکارؒ المعروف کاکا صاحبؒ کی اولاد گذشتہ چار سو سالوں سے ''کاکا خیل'' کے نام سے مشہور ہیں اور اسی نام سے شہرت رکھتی ہے۔ ۴

چوں کہ آپ کی عظمت اور بزرگی ہر ایک شخص کے دل میں نقش تھی، اس لئے آپ ''کا کا صاحب'' کے خطاب سے بھی مشہور ہوئے۔ 'کا کا ' پشتو زبان میں بزرگ اور محترم کو کہتے ہیں۔ اسی خطاب کی بنا پر آپ کی اولاد بھی آیندہ چل کر ''کا کا خیل'' کے نام سے موسوم ہوئی۔ ۵

زیڑے باباؒ زیڑے کاکاؒ

آپ رحمتہ اللہ سرہ اسمائے مبارکہ میں ایک نام ''زیڑے باباؒ'' ''زیڑے کاکاؒ'' بھی مشہور ہے۔ یہ نام اگرچہ اب اتنا مستعمل نہیں ہے، لیکن گئے دنوں میں اس نام کا کافی شہرہ تھا۔ پشتو زبان کے بعض معروف شعراء حضرات نے اپنے کلام میں حضرت شیخ جیؒ کا ذکر اس نام سے بھی کیا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے :۔

د زیری کاکا پہ گور لاسولہ کیږ دہ
قدیمي مهر ئے شتہ کہ اوس بدل شہ

ترجمہ : زیڑی کاکاؒ کی قبر پر جاکر سلام کر لو۔ (یعنی دعا مانگ لو) زمانہ قدیم سے تو ان کی ہم پر مہربانی کی نظر تھی۔ شاید اب ایسا نہیں۔ ۶

یہ اشرف خان ہجری کے ایک ''قصدہ'' کا شعر ہے۔ اسی شاعر نے ایک اور رباعی میں حضرت شیخ جیؒ کا ذکر کچھ اس انداز سے کیا ہے :۔

زہ گنگار یم، زیړہ کستیرہ
د نورو ڈیرو، ولے ستا پہ تیرہ
صغیر چی خطاشی، کبیرئے عفو کا
بند ہ معاف کڑہ، ماہ منیرہ

ترجمہ: اے زیڑ کستیر ! بے شک میں گنہگار ہوں۔ قصور وار ہوں نادم ہوں۔ میں اور لوگوں کا بھی قصوروار ہوں لیکن اے زیڑ کستیر! آپ کا قصوروار ہوں۔ چھوٹوں سے غلطیاں ہو جاتی ہیں اور بڑے شفقت فرما دیتے ہیں اوراس کو معاف کردیتے ہیں۔ پس اے ماہ منیر، آپ سے عرض ہے کہ مجھے معاف فرما دیجیے۔

اسی شاعر کی ایک اور غزل کا شعر ہے :۔

میږے کلہ پہ لامبو وو حئ لہ ڈبہ
مکر مل ے پہ همت زیڑے کستیر شی

ترجمہ : چیونٹی پانی کے بھنور سے کیسے نکل سکتی ہے۔ ہا ں، میں بھی آپ کے بھنور میں پھنس گیا ہوں۔ البتہ اگر ''زیڑ کستیر'' میر ی مدد کریں تو شاید میں نکل سکوں۔

یہ چند اشعار زیڑے، زیڑے بابا، زیڑے کاکا یا زیڑ کستیر کے نام سے بطور مثال

بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن اس نام کی توضیح و تشریح کے سلسلہ میں مختلف تحقیق نگاروں نے مختلف تحریروں میں اپنی آرا کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً ہمارے ایک بہت ہی محترم بزرگ، محمد حمیم گل مرحوم و مغفور نے اپنی یادداشوں میں لکھا ہے :

حضرت شیخ رحمکار قدس اللہ سرہ جب سن ۱۰۱۰ہجری میں اپنا آبائی گاوں چھوڑکر میلہ تشریف لائے۔ اور یہاں ٹھہرے تو آپؒ کو بخار ہوگیا۔ یہ بخار چار سال تک آپؒ کو لاحق رہا۔ جس سے آپ کے اندر کمزوری آ گئی اور آپ کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ لہذا آپؒ اس دور میں'' زیڑی بابا'' یا ''زیڑے بابا'' کہلاتے تھے۔ ۷

معروف ادیب، شاعر، محقق، تاریخ دان مصنف و مؤلف جناب قاضی عبدالحلیم نے حضرت شیخ رحمکارؒ کے بارے میں اپنے ایک مضمون میں حضرت شیخ رحمکارؒ کے اس نام ''زیڑے کاکا ''کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ چونکہ آپؒ کے پردادا، حضرت شیخ غالب باباؒ نے باہر سے آکر ''زیڑہ خوڑہ'' کے علاقہ میں قیام کیا تھا۔ اس لئے اُن کے پڑپوتے ''حضرت شیخ رحمکارؒ اس علاقے زیڑہ کی نسبت سے زیڑے بابا زیڑے کاکا کے نام سے مشہورہوگئے۔

سیف الرحمان کاکاخیل کے مطابق حضرت شیخ جیؒ کا جسمانی رنگ کبھی کبھی کسی اندرونی روحانی کیفیت کی وجہ اچانک پیلا زرد پڑجایا کرتا تھا۔ ایساپیلا زرد کہ دیکھنے والا اُن کی یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو جاتا کہ یہ حضرت کو کیا ہوا؟ دراصل یہ ان کی ایک مخصوص روحانی کیفیت ہوتی تھی جو اصل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندے کے درمیان ''سر''یعنی راز ہے۔ اور راز کی باتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبول و محبوب بندے ہی جانتے ہیں۔ دوسروں پر اس کا حال ظاہرنہیں ہوتا۔ اس رائے کی تائید فقیر جمیل بیگؒ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ :

> ''ایک دفعہ میں نے اپنے پیر ومرشد حضرت شیخ رحمکار قدس اللہ سرہ کو خلوت میں دیکھا کہ اچانک ان کا رنگ مبارک نہایت زرد پڑگیا میں حیران بھی ہوا اور پریشان بھی کہ مرشد کو کیا ہوگیا۔ لیکن پاس ادب سے کچھ پوچھ نہ سکا بلکہ خاموش رہا۔ مرشد کی یہ کیفیت کچھ دیر بعد بحال ہوئی۔ تب میں نے مرشد سے پوچھا تو مرشد نے فرمایا، پریشان مت ہوتم بھی اس کیفیت سے آشنا ہوجاؤ گے۔ لیکن یاد رکھو اس کیفیت سوائے اپنی والدہ کے کسی کو نہ بتانا۔ کیوں کہ یہ راز کی بات ہے۔''

فقیر جمیل بیگؒ آگے کہتے ہیں۔ :

ایک عرصہ گذرا میں نے یہ کیفیت خود میں نہ دیکھی نہ محسوس کی۔ ایک دفعہ اپنی خلوت میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے مرشد کی بات یاد کررہا تھا اور یہ بھی سوچ رہا تھا کہ میرے مرشد نے جو فرمایا تھا ویسا ہوا نہیں۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک میں خود میں ایک تبدیلی محسوس کی۔ میرا رنگ بالکل ویسا ہی پیلا زرد ہوگیا، جیسا کہ میں نے اپنے مرشد کامل جناب شیخ رحمکار قدس اللہ سرہ کا دیکھا تھا۔ تب میں نے اپنی والدہ کو بلوالیا۔ میری والدہ صاحبہ نے آکر جب میری یہ حالت و کیفیت دیکھی تو روپڑیں۔ اور پریشان ہوکر مجھ سے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہوگیا ؟ ۸

آپ کا اصلی نام کستیر گل ہے۔ ۹

صاحب تصنیف واقعات کی صداقت کے لیے، حضرت کاکا صاحب کے معتقد خاص میں بلند رتبہ پانے والے، حضرت فقیر جمیل بیگ ابن منصب دار، سردار شہباز خان کی اپنی تحریر کا حوالہ دینا چاہتے ہیں۔ وہ مرشد طریقت کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

فارسی سے ترجمہ:''کبھی کبھی آپؒ کے چہرے اور بدن کے تمام اعضاء کا رنگ پیلا زرد ہوجاتا تھا اور کچھ دیر بعد از خود بحال بھی ہوجاتا۔ یہ ایک سر لعینی راز کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں سے سر رکھتا ہے کہ بغیر اس کے دوستوں کے اور کوئی اس کو نہیں سمجھ پاتا۔''چونکہ یہ ایک روحانی کیفیت تھی جو مخصوص و ظائف کے ساتھ مخصوص تھی یہی وجہ ہے کہ آپؒ کا رنگ بطور کرامت خاص صفت کے طور پر ملا۔ ۱۰

رحمکارؒ

آپؒ کا سب سے معروف مشہور نام رحمکار ہے جو آپؒ کی زندگی میں بھی مقبول تھا اور چار صدیوں کے بعد زبان زد عام ہے۔ رحمکارؒ کو ان کی زندگی ہی میں بعض لوگ ''رحمکار''اور بعض لوگ ''رامکار'' کہہ کرمخاطب کرتے تھے۔ یہ دونوں الفاظ پشتو کے عوامی تلفظ ہیں۔ رحمکار کے معنی بظاہر تو ''رحم کرنے والا'' سمجھ میں آتے ہیں۔ لیکن روایات کے مطابق آپؒ کے حسن و کردار کو دیکھ کر کسی نے آپؒ کو اس نام سے مخاطب نہیں کیا بلکہ یہ نام بطور خطاب آپؒ کو عطاہوا تھا۔ اس سلسلے میں پہلی روایات یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے آپؒ کو اس مبارک نام سے یاد کیا۔ چنانچہ پشتو کے ایک شاعر، جناب میاں محمد مبین مرحوم نے جو بارہویں صدی ہجری میں گزرے ہیں، پشتو مثنوی میں لکھا ہے۔

مشہور نوم چہ پُر اسرار دے
پہ تحقیق، شیخ رحمکارؒ دے
لہ حضرتؐ دا خطاب وو
پہ ارواح لہ دوئی کامیاب وو۱۱

ترجمہ:وہ مشہور نام جو پُراسرار ہے،تحقیق، وہ نام شیخ رحمکار ہے''

یہ نبی کریمﷺ کی جانب سے خطاب تھا، جنہوں نے آپ کی روحانی تربیت کی تھی۔ *مجمع البرکات* نامی کتاب میں سید عبداللہ شاہ بخاری مرحوم نے لکھا ہے کہ شیخ جیؒ کی ولادت کے ساتویں روز حضور سید دوعالم، نبی اکرمﷺ معہ اپنے صحابہ اربعہ و بزرگان عظام، بصورت مرغان سفید تشریف لائے تھے اور شیخ جیؒ کو شرف ملاقات سے نوازا تھا اور آپ کو ''رحمکار'' کے خطاب سے نوازا تھا۔ صاحب تصنیف *مجمع البرکات* نے اس واقعے کے روایوں میں ''صاحب کلان'' یعنی آپ کے والد محترم کے دو خلفاء، حضرت شیخ سلطان صدرالدین صاحب (اٹک والے) اور میاں ولیؒ کے نام لکھے ہیں اور ان دونوں حضرات کے علاوہ، شیخ جیؒ کے اپنے خلفاء میں سے خواجہ شمس الدین ہروی، شیخ جمال الدین اصفہانی اور شیخ گلنور صاحبان کے ناموں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

راقم دونوں روایات کو درست تسلیم کرتا ہے،کیونکہ مذکورہ لقب سے ہی قومِ کاکا خیل نے زیارت کاکا صاحبؒ کی جامع مسجد کا مینار قوم کاکا خیل کی یاد میں تعمیر کیا ہے اور یہی لقب مقبول خاص عام ہے۔

آپ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، مخلوق خدا پر شفقت کی وجہ سے ''رحمکار'' کے لقب سے اس طرح مشہور ہوئے کہ لوگ آپ کا اصل نام بھول گئے۔

حضور کاکا صاحب کا نام کستیر گل، لقب رحمکار اورآپ کاکا صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۳

جناب حضرت صاحب کے وہ نام جو کہ لوگوں میں سے بہت مشہور تھے،یہ ہیں :

شیخ رحمکار، شیخ رامکار،کستری،کستر(بہ سکون را)اور بہت سے لوگ آپ کو کو کاکا کہتے تھے،اور مُغلیہ خاندان کے بعض لوگ آپ کو رحمان کار کہتے تھے۔ ۱۴

حضرت کاکا صاحبؒ کا سلسلہ حسب و نسب

حسب کے معنی کرم، شرف اور وہ فضیلت ہے جو اچھے اعمال کی وجہ سے حاصل ہو اور نسب وہ قرابت ہے جو آباد اجداد کی طرف سے ہو۔ [۱۵]

کاکا صاحبؒ کا شجرہ نسب:

آپؒ کے شجرہ نسب سے واضح ہوتا ہے کہ آپ حسینی سید ہیں اور سلسلہ نسب تیئس واسطوں سے حضرت شہید کربلا سیدنا حضرت امام حسینؓ سے جا ملتا ہے۔ [۱۶]

حضرت کا کا صاحب کا مسلک اہل سنت والجماعت تھا۔[۱۷] کاکا صاحبؒ کا خاندان اہل سنت و الجماعت، حنفی المذہب، باشریعت صوفیوں کا خاندان ہے۔ ان کا بنیادی سلسلہ سہروردیہ ہے۔ [۱۸]

شیخ رحمکارؒ کا زہد و تقوی

حضرت صاحبؒ تارکین دنیا میں سے تھے۔ بلکہ ماسوی اللہ کو ترک فرما چکے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ روایت فرماتی ہیں کہ ایک عورت دہی کی ایک مشک اور سوت کے تار لنگر میں نذر کرنے لائی۔ دہی کو تو میں نے لنگر میں صرف کیا۔ اور سوت کو ان کے حجرے میں ایک خفیہ جگہ چھپا رکھا۔ تاکہ ان کی گدڑی یا حرقہ مبارکہ کی مرمت کروں۔ جب حضرت صاحب مسجد سے حجرہ مبارکہ میں تشریف لائے۔ تو حجرے کے دروازے پر کھڑے رہے اور بہت زیادہ محزون و غمگین کھڑے رہے۔ حجرے میں اندر قدم نہ رکھا۔ میں جلدی سے اُن کے پاس آئی اور اُن کو کہنے لگی کہ اے میرے آنکھوں کے نور اور ٹھنڈک اور اے میرے گھر کے چراغ کیا وجہ ہے کہ محزون و مغموم ہو۔ اور آپ کا رنگ اُڑ چکا ہے اور حجرہ کے اندر تشریف کیوں نہیں لے جا رہے ہو، آپ نے فرمایا کہ اے میرے مشفقہ و مکرمہ والدہ محترمہ۔ حجرہ کے اندر سے مجھے کسی مردار اور بدبودار چیز کی سخت بدبو آ رہی ہے۔ میں نے سوچنے کے بعد عرض کی۔ کہ آپ کے حجرے میں مردار چیز کہاں سے آئی۔ مگر سوت کے چند تار میں نے اس غرض سے رکھے ہیں، کہ آپ کے کپڑوں کو سی کر مرمت کروں۔ اُس کے بعد اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ انہی سوت کی تاروں سے بدبو آ رہی ہے۔ لائیے اور

محتاجوں کو صدقہ کیجئے۔ حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے۔ آپ کی والدہ صاحبہ نے وہ تار باہر نکال کر صدقہ فرمائے اس کے بعد حضرت صاحب حجرہ مبارکہ کے اندر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوگئے۔ **۱۹**

تمام عمر حضرت صاحب نے اس مقولہ پر عمل کرنا اختیار کیا تھا۔ کہ ترک الد نیا راس کُل عبادت۔ دنیا کو ترک کرنا ہر قسم کی عبادت گذاری کی اساس ہے اور اس پر عمل فرما کر ہمت کے میدان میں عالی ہمتوں سے سبقت لے گئے تھے۔ اور حق کو مرکز نگاہ بنا کر غیر حق سے آنکھیں موڑ لی تھیں۔ نہ تو کسی سے کوئی چیز مانگی تھی۔ اور نہ کسی چیز کو سنبھال کر رکھا تھا۔ **الدنیا سوق السافرفلیس للعاقِل اَنْ یشتری منھافوق الکفاف۔** ''ترجمہ: دنیا مسافر کا بازار ہے۔ تو کوئی عاقل اور سمجھ دار شخص اُس میں اپنی حاجت سے زیادہ چیز نہیں خریدتا۔'' دنیا کو ترک کرکے اس سے آگے بڑھ کے قرب اور وحدت کے بساط عالی تک پہنچے تھے۔ اور ماسوی اللہ ہر شے کو ترک کیا تھا۔ ترک دنیا سے یہ مطلب نہیں کہ روپیہ اور اشرفی کو نہ رکھا جائے۔ بلکہ ترک دنیا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو چیز بھی ہو، اُس کو ترک کردیا جائے۔ **۲۰**

حضرت کاکا صاحبؒ کی شفقت اور محبت

کاکا صاحب ہمیشہ پیار و محبت کا درس دیا کرتے تھے، اور خلق خدا کو رب کریم سے جوڑنے کی لگن ہر پل ان کے من میں سمائی ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے انسانوں کی دل جوئی اور دل داری میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے، اور ان پر ہمیشہ دل و جان سے خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ کی ہمیشہ سے خیرخواہی اور بھلائی کی تعلیم رہی۔ آپ فرماتے تھے:

اے میرے بھائی! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا باطن سلامت رہے تو کسی بھی شخص کو تکلیف نہ پہنچاو، جس طرح حضرت کاکا صاحب تھے۔ آپ لوگوں کی دل جوئی فرماتے، ان پر خرچہ کرتے، یہاں تک کہ چیونٹی کے سوراخ میں دانے ڈالتے تھے۔ کبھی کبھی صحرائی جانوروں کے لیے گوشت کا اہتمام کرتے اور کبھی کتوں کے ساتھ نیکی کرتے۔ حتیٰ کے سانپ اور بچھو کو بھی تکلیف نہ دیتے۔ ایک دفعہ آپ حلق کے اندر چونک چمٹ گئی، جس کی

وجہ سے آپ بہت تکلیف میں تھے، کچھ دیر کے بعد وہ باہر آ گئی، آپ نے اس کو پانی میں چھوڑ دیا اور لوگوں کو بھی اس کو تکلیف پہنچانے سے منع کر دیا۔

نخشی خوئے خوش کجایابند
طیب صندل بہ ہر خسے ندہند

اے نخشی ! اچھی عادت اور نیک خصلت کہاں پاؤ گے، صندل کی خوشبو ہر تنکے اور خس کو نہیں دی جاتی۔

خلق نیکو سعادت ابدی ست
ایں سعادت بہ ہر کے ندہند

اچھے اخلاق اللہ کا خاص عطیہ ہیں۔ جو ہر کسی کو عطا نہیں ہوتے۔ ہمارے محترم شیخ صاحب بلکہ شیخ المشائخ (حضرت شیخ رحمکار صاحبؒ) اپنے زمانے کے زاہد تھے۔ زُہد میں تین حروف ہیں۔ زہا اور دال۔''ز''ترک زینت کی جانب اشارہ ہے۔''ہ''ترک ہوا و ہوس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور''د''ترک دنیا کی سمت اشارہ ہے اور آپ ہر تین اوصاف سے مزین تھے۔ درویش حضرات فرماتے ہیں کہ درویش کا فائدہ اس میں ہوتا ہے کہ آخرت کے لئے دنیا ترک کرے۔ مگر سلطان العارفین صاحب فرماتے ہیں۔ لیسَ خیرکم من ترک الدنیا. لـلاخرة والاخرةالدنیا. ولکن خیرکم ان لم توخذِ من هذہٖ وهٰذہٖ. یعنی وہ شخص تم میں سے بہتر نہیں جو دنیا کو آخرت کے لئے یا آخرت کو دنیا کے لئے ترک کرے۔ بلکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو کہ یہ بھی اختیار نہ کرے اور وہ بھی۔

بقول اقبال:

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے اے
بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

اے زہد والو ! زہد یہ نہیں ہے کہ کچھ نہ کھایا جائے بلکہ زہد یہ ہے کہ جو کچھ کھایا جائے حلال کھایا جائے۔ اے درویش، دولت مند کے دستر خوان پر حاضری سے گریز کرو، اور کسی فقیر کی جھونپڑی میں بے نمک اور بے ذائقہ روٹی کو بہتر جانو۔ ایک دفعہ ایک درویش نے کسی دولت مند کی مہمان نوازی کی۔ اس دولت مند نے اگلے دن کچھ نقد رقم اس درویش کو بھجوادی۔ اس درویش نے رقم کو واپس کرتے ہوئے کہا کہ میرے لیے اتنی سزا

کافی ہے کہ میں نے تمہیں اپنی درویشی سے آزاد کیا۔ عام طریقہ ہے کہ شکاری کتے شکار کے پیچھے بہت بھاگتے ہیں جب کہ چیتا صرف شکار کی تاک میں ہوتا ہے، شکار کے پیچھے زیادہ نہیں بھاگتا۔ لوگوں کو بھی چاہیے کہ کتوں کی طرح رزق کی تلاش میں بھٹکنے سے اجتناب کریں اور چیتے کی پیروی کریں۔ اور دوسروں سے عبرت حاصل کریں۔ چیتا جب نافرمانی کرتا ہے تو کتے اس کو سامنے سے مارتے ہیں۔

حضرت کاکا صاحبؒ کی ریاضت اور مجاہدے

حضورقبلہ کاکا صاحب ریاضت کے جنگل کے ایک شیر کی طرح تھے۔ اور سلوک آپ کے خون میں شامل تھا۔ آپ نے اوائل عمری میں ہی اتنی ریاضت، محنت اور مشقت کی جن کو شمار میں لانا ممکن نہیں۔ آپ بالکل باتیں نہیں کرتے تھے۔ اور کھانا بھی نہیں کھاتے تھے۔ ایک دن اُن کی والدہ کو گھر میں کسی چیز کی ضرورت پڑ گئی، تو تلاش کے باوجود وہ چیز نہیں ملی جب کہ آپ کو اس چیز کا پتہ تھا۔ وہ وقت آپ کی خاموشی کا تھا۔ اللہ کے ذکر کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں کرتے تھے۔ خود وہ چیز والدہ کو دینے کے لیے اٹھے لیکن کمزوری کی وجہ سے گر پڑے۔ اس حالت کو دیکھ کر والدہ محترمہ نے چیخ ماری کہ آپ پر جنات کے اثرات ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حضرت کاکا صاحب ہوش میں آئے تو بتایا کہ وہ کمزوری کی وجہ سے گر گئے تھے۔

اکثر لوگوں سے دور رہا کرتے تھے۔ رات گئے تک جب آپ واپس نہ آتے تو والدہ محترمہ لوگوں کو بھیجتی کہ وہ آپ کو تلاش کر کے لائیں۔ کیوں کہ اس زمانے میں چوروں،ڈاکوؤں وغیرہ کا بہت زیادہ خطرہ تھا۔ آپؒ موسم سرما میں رات کے وقت پانی میں بیٹھ جاتے اور اس کے نتیجے میں برف کی تہہ اُن کی گردن کے گرد حلقہ بنائے نظر آتی تھی۔ تہجد کے وقت وہ پہنے ہوئے کپڑے پانی سے نچوڑ لیتے تھے اور اُس کے بعد نماز تہجد ادا کرتے تھے۔

اپنی جوانی کے آغاز میں آپؒ نے اپنی والدہ محترمہ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اس بات پر صلح کی اور ان سے صاف لفظوں میں کہا: اے والدہ مکرمہ اور اے میر ے بھائیوں ! اگر مجھے اختیا رکرنا چاہتے ہوتومیں ساتھ رہوں گا اور میں دنیا کو قربان کروں گا۔ اور اگر تم دنیا کو

اختیار اور پسند کرنا چاہتے ہو تو میں تمہارے درمیان سے نکل جاؤں گا اور تم اپنا معاش اور گذارہ کرتے رہو۔ پس اس قرار داد پر سب رضامند ہو گئے۔ اور انہوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے آپ کو اختیار کیا اور دنیا کے امورآپ کے حوالے کر دیئے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ تصوف کی رو سے روح کو ریاضت کے ذریعے ہی جسم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اہل تصوف ریاضت کے ذریعے جسم کو کندن بناتے ہیں۔ جب سالک ریاضت کے ذریعے کُندن بنتا ہے، تب آب و گل کا مرکب یہ بشر، زمین و فضا سے بھی بلند کوئی اور جہان تلاش کرنے کے لئے پرواز کرتا ہے جو کہ حیات کا ملہ کا مقام ہے۔ اس مرحلے پر پیران طریقت ہی اپنے سالکین کی حیات کاملہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ ۲۵

حضرت کاکا صاحب اول روز سے اللہ سے لو لگا لی تھی، اس لیے دنیا کی محبت انہوں نے اپنے دل سے نکال کر دور پھینک دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ والد کا انتقال ہوا تو ان کا ملا ہوا ترکہ انہوں نے ایک ہی دن میں صدقہ و خیرات کر دیا۔

حضرت کاکا صاحبؒ کی نیند

اللہ کے نزدیک نیند اس شخص کی ہوتی ہے جو سمجھے کہ یہ فرائض و نوافل کی ادائیگی کے لئے ہے۔ یہ خصوصی طور پر رات کے آخری حصہ کے لئے ہے۔ کیونکہ اس وقت کے بارے میں ارشاد نبویؐ ہے کہ رات کے آخری حصے میں مانگی جانے والی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اللہ مغفرت فرماتا ہے۔ اللہ سے غافل رہ کر سونے والا مردہ ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ شخص میری محبت کے دعوے میں جھوٹا ہے جو رات آتے ہی مجھ سے غافل ہوجاتا ہے۔ ۲۶

کاکا صاحب اتنا کم سوتے تھے کہ جب دن کے وقت کبھی اتفاقاً قیلولہ کے طور پر سوجاتے تو چار پانچ گہرے سانس لینے کی مقدار میں سوئے ہوتے۔ پھر جاگ اُٹھتے اور آنکھ مبارک کھولتے اور رات کی نیند کی حقیقت سے واقف نہیں تھے لیکن اندازہ یہی ہے کہ دن کی طرح اور اسی انداز پر نیند فرماتے۔ ۲۷

حضرت شیخ عبد الحلیم فرماتے ہیں کہ دن کے وقت بہت تھوڑی بس چند منٹ ہی

قیلولہ فرماتے اور پھر بیدار ہو جاتے تھے۔ اور رات کے متعلق بھی خیال یہ ہے کہ تھوڑی دیر آنکھیں بند کرنے کے بعد پھر بیدار ہو جاتے اور عبادت خدا وندی میں مشغول ہو جاتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ مہینہ بھر کا معمول رہا کہ رات بھر بیدار رہے اور عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی، اور تمام رات نوافل ادا کرتے گذاری۔ **۲۸**

حضرت کاکا صاحبؒ کی کم خوراکی:

اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار بندے کھانے پینے کے سلسلہ میں خاصی احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ وہ نہ صرف یہ کہ بہت تھوڑی غذا کھاتے ہیں۔ بلکہ لذیذ چیزوں سے بھی دور رہتے ہیں۔ خوراک صرف اس قدر کھاتے ہیں کہ روح کا جسم سے تعلق قائم رہے۔ جس کو اصطلاح میں ''قوت لایموت'' کہتے ہیں۔ یعنی بس صرف اتنی خوراک کھائی جائے کہ بندہ روز مرہ کے معمولات باآسانی سرانجام دیتا رہے۔'' لا یُموت'' یعنی مرے نہیں۔ حضرت شیخ رحمکارؒ قدس سرہ اپنے دور کے اولیاء میں قوت لا یموت میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ کبھی تو کئی کئی مہینے روزہ سے ہوتے تھے اور کبھی صرف دن ہی کو کھانا کھاتے تھے۔ ساری زندگی حضرت نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ کھانے میں صرف جو، جوار یا اوزن کی خشک بے مغز روٹی جو عموماً بے نمک ہوتی، تناول فرماتے۔ کبھی نمک بھی استعمال کرتے۔ عمر کے ابتدائی ایام میں اٹھارہ مہینے روزہ سے رہے۔ پانی بھی بہت کم پیتے۔ بازاری اشیا سے ہمیشہ اجتناب کرتے،لذیذ و مرغن کھانوں سے ہمیشہ پرہیز کیا۔ حضرت شیخ جی پیٹ بھر کر کھانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ **۳۰**

حضرت کاکا صاحبؒ کی جودو سخا

بخشش، سخاوت، بعض لوگوں نے جودو سخا کے درمیان فرق کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ سخی وہ ہے جو سخاوت میں اپنے پرائے کی تمیز کرے اور جو کچھ وہ کرے کسی دنیاوی غرض اور سبب سے وابستہ ہو سخاوت میں یہ ابتداء کا مقام ہے۔ جواد وہ ہوتا ہے جو بخشش کرتے وقت اپنے اور بیگانے کی تمیز نہ کرے اور اس کی سخاوت بے غرض اور بلاسبب ہو۔**۳۳**

حضرت کاکا صاحب جو عمل یا عبادت کرتے یا اپنے درد دل کا اظہار کرتے، تو یہ

سب اللہ کے حکم سے الہام کے ذریعے کرتے۔ ایک دفعہ آپؒ کے اندر محبت نے جوش مارا تو علاقہ خٹک کے گردونواح کے جتنے علاقے تھے، حکم دیا کہ ہر گھر میں سے مجھے ایک گائے دی جائے تاکہ میں اس کو اللہ کے نام پر صدقہ کر دوں، اور اس کے عوض مجھ سے جو قیمت چاہے وہ لے لے۔ آپ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے روزانہ بیس تیس بلکہ چالیس اور اس سے بھی زیادہ تعداد میں گائے خدا کے نام پر ذبح کی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ بہت عرصہ تک جاری رہا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک طالب علم نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے دل میں بہت زیادہ ابہام تھے کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ ظلم ہے۔ وہ طالب علم کہتا ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ آٹھ آدمیوں کے ساتھ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ آپ مجھے سے پوچھتے ہیں کہ تم ان کو جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی: میں نہیں جانتا۔ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ ان ہستیوں میں سے ایک ہستی سیدنا نوح علیہ السلام ہیں اور باقی ہستیاں بھی پیغمبر ہیں۔ اور جو میں صدقات و خیرات وغیرہ کرتا ہوں، اللہ کے فضل اور ان کے فرمان کے مطابق کرتا ہوں، اور اپنی طرف سے کسی قسم کی خواہش نہیں کرتا۔ جب وہ طالب علم خواب سے بیدار ہوا، تو سمجھ گیا کہ آپ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اور اپنے مال و متاع سے خود بھی ایک گائے لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دی، اور آپ نے اسی وقت خدا کے نام پر اس گائے کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔

اسی طرح ایک دن رب تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو کر ساٹھ گائے ذبح کر ڈالی۔ اور اللہ کی محبت کا طوفان دل میں جوش مار رہا تھا کہ اتنے میں اچانک خٹک قوم کا سردار شہباز خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا، اور آپ کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے ایک عراقی گھوڑا جو کہ اس وقت کے ایک ہزار روپے کا خریدا گیا تھا، آپ کی خدمت میں بطور نیاز پیش کر دیا۔ آپ نے اس کو بھی ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔ بعض عالم جو کہ وہاں موجود تھے، انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ اس گھوڑے کی قیمت کافی زیادہ ہے، اس کو فقیروں کے لیے بیچنا نفع کی بات ہے، آ پ نے اس کی بات کو نہیں مانا اور جواب میں فرمایاکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تجارت اورسوداگری کے لیے پیدا نہیں کیا۔ مجھے وسوسہ یا خدشہ ہے

کہ اس گھوڑے کے بیچنے سے میں تاجر نہ بن جاوں۔ یہ سن کر شہباز خان نے خود اپنے ہاتھوں سے گھوڑے کو ذبح کر دیا اور اُس کا گوشت جنگلی جانوروں کیلئے صرف کیا اور ساتھ ہی ان ساٹھ گایوں کو بھی پکایا، کچھ گوشت ابھی پکا نہیں تھا کہ اچانک قریب کے ایک آدمی سے دیگ ٹوٹ گئی۔ شہباز خان نے اس آدمی کو بہت ڈانٹا، اس نے اپنی صفائی دینے کی بہت کوشش کی۔ اس موقع پر حضرت کاکا صاحب نے اس آدمی کو تسلی دی اور اس کی دل جوئی کی خاطر فرمایا کہ تمام دیگوں کو توڑ ڈالا جائے۔ اس حکم پر عمل درامد کے لیے تمام لوگوں نے دیگوں کو توڑنا شروع کردیا۔ اور تمام خام گوشت غائب ہو گیا۔ اتنے میں زور سے چیخ و پکار کی آواز آنی شروع ہوئی، بعض ناواقف عورتوں نے پہاڑوں کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ جو شور برپا ہوا تھااس میں جنات بھی شامل تھے، گایوں کا خون اور گوبر وغیرہ لے گئے یہاں تک کچھ بھی باقی نہ رہا۔ **۳۵**

بعض دفعہ اتنے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے کہ جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا تھا، اور ان کی آوازوں کو بھی کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کیسی آوازیں ہیں اور یہ کیا کہہ رہی ہیں، جس طرح کے پرندے شام کے وقت جمع ہو کر شور کرتے ہیں اور اکثر پچاس ساٹھ دیگوں کی چربی اور روغن اکھٹا کر کے فقرا کو کھلایا کرتے تھے اور باقی عام لوگوں کو۔ اور کبھی کبھار آپ اردگرد کے دیہاتوں کے غلاموں اور غریبوں کو بلا کر دعوت کیا کرتے تھے۔ اور ان لوگوں پر بہت شفقت فرماتے اور خاص طور پر جو جتنا عاجز ہوتا اس پر اتنی زیادہ مہربانی فرماتے۔ آپؒ عموماً خیرات اور صدقات کرتے تھے لیکن قحط کے ایام میں خاص طور پر اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ ۳۶

حضرت کاکا صاحبؒ کی صحبت کے اثرات

اسلامی تصوف میں صحبت کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے کسی کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی پیدا کررہا ہے۔ کیونکہ اگر وہ نیک لوگوں سے صحبت رکھتاہے تو اگرچہ وہ بُرا ہی ہو نیک ہوگا کیونکہ ان کی صحبت اس کو نیک کردے گی۔ اور اگر وہ بُروں سے صحبت رکھتا ہے تو

اگرچہ وہ خود نیک ہی ہے بُرا ہوجائے گا کیونکہ انکے فعل بد پر اس کی رضامندی ہے۔

کاکا صاحبؒ کے دیکھنے پر اکثر دوست اور محبّ لوگ آپؒ کے دیدار کی ذوق کی وجہ سے کھانے کی حاجت نہیں رکھتے تھے اور ملاقاتیوں کو آپؒ کی ملاقات سے چند چیزیں حاصل ہوتی تھیں، پہلی بات تو یہ کہ جب کوئی آپؒ کو دیکھتا تو اس کو خدا یاد آجاتا۔ دوسری بات یہ کہ جب کوئی آپؒ کی مجلس میں بیٹھتا تو دنیا کی محبت اس کے دل میں بُجھ جاتی۔ تیسری بات یہ کہ جب کوئی آپؒ کی مجلس سے چلا جاتا تو اس کو آپؒ کی مجلس کی یاد ستاتی اور آپؒ کی مجلس میں آنے کی محبت اُن کے دل پر غلبہ کرتی۔ چوتھی بات یہ کہ حضرت کاکا صاحبؒ اکثر حالتوں میں عالم استغراق و معرفت میں خاموش رہتے اور کسی قسم کی بات نہ فرماتے۔ کیونکہ مشہور ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی تو اس کی زبان خاموشی اختیار کرتی ہے اور یہ خاموشی کی حالت اُس پر اکثر طاری رہتی اور اگر سامعین کی خاطر کچھ کہنا چاہیے تو اپنی خلوت گاہ میں ارشاد فرماتے اور وہ بھی آہستہ نرم الفاظ اشارہ رمز کے انداز میں فرماتے اونچی آواز سے کبھی بھی بات نہ کرتے۔ ۳۶

آپ کبھی کبھی خاص مواقع پر مزاح اورخوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے۔ اور کبھی آنے جانے والے دوستوں اور مخلص مریدوں کے ساتھ ہشاش بشاش ہو کر مزاح فرماتے، لیکن اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی حکمت یا سبق آموز بات پوشیدہ ہوتی تھی، جس کو آپ مزاح کے پردے میں پیش فرماتے تھے۔ ۳۷

حضرت کاکا صاحبؒ کی گفتگو

آپؒ کی عادت یہ تھی کہ اسرامیں گفتگو فرماتے۔ اکثر خاموش رہتے اور عزلت نشیں رہتے۔ نرم اور دھیما انداز گفت گو تھا۔ ہلکا سا تبسم فرماتے، کبھی کھلاکھلا کرنہ ہنستے۔ اگر مچھر بھی آپؒ کے جسم پر آبیٹھتاتو جب مچھر خود اُڑجاتا، آپؒ بہت آہستگی کے ساتھ وہ جگہ مل لیتے۔ ۳۸

آپؒ اپنے گھروالوں کے ساتھ بھی ہنسی مذاق کی بات میں فقط تبسم فرماتے اور قہقہہ نہیں لگاتے تھے۔ ایک دن عشاء کی نماز کے بعد گھر میں فرمانے لگے کہ اے میرے اہل وعیال، آج مجھے ایک چیز ملی ہے۔ اگرتم اُس کو لینا چاہو تو وہ میں تمہیں دیتا ہوں اور اگر

مجھے دینا چاہو تو اُسے قبول کرتا ہوں۔ اُن کے صاحبزادہ حلیم گُل لکھتے ہیں۔ ہماری والدہ صاحبہ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ چیز نہایت اعلیٰ بھی کیوں نہ ہو۔ میں اُسے نہیں لینا چاہتی، والدہ نے عرض کیا کہ اُس چیز کے دیکھنے کے بعد ہم جواب دیں گے اور آپؒ بہت خوش دکھائی دے رہے تھے اور مُسکرا رہے تھے۔ ہمارے خیال کے مطابق اس سے پہلے ہم نے آپ کو اتنا زیادہ مسکراتے نہیں دیکھا۔ آپ اتنا خوش تھے کہ ہمیں محسوس ہوا کہ آپ کے پاس شاید کوئی خاص چیز آ گئی ہے۔ آخر کار گھر سے باہر تشریف لے گئے اور چڑیا کا گھونسلا اُٹھا ئے تشریف لائے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: یہ معصوم پرندے رحم کرنے والوں کے گھروں میں آئے ہیں۔ ۔ اس کے بعد اُس کو گھر میں محفوظ کرلیا اور ا س فقیر کی خلوص نیت سے بہت زیادہ خوش تھے۔ اس کے علاوہ ہم نے کبھی حضرت کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اتنا خوش نہیں دیکھا۔ ۳۹

حضرت کاکا صاحبؒ کا غلاموں کو آزاد کرنا

ایک بار شیخ رحمکارؒ کو غلام آزاد کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ افغانوں کے علاقوں میں جو غلام بھی آزادی حاصل کر نے لیے آپ سے درخواست کرتا، آپ اس کو آزاد کرنے کے لیے پوری کوشش کرتے۔ بعض کو قیمت دے کر آزاد کرواتے، اور اکثر کو مفت۔ آپ کا یہ شوق کم و بیش تین سال تک جاری رہا۔ اور میرے استاد محترم نے مجھے بتایا تھا کہ آپ غلاموں کااس لیے آزاد کرتے ہیں کہ آپ خود بھی اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔ اور یہ کہ رب کریم ان کو بھی آزادی کی نعمت سے نوازے۔

اور شیخ ملی گل صاحب جوکہ آپؒ کی مجلس میں اکثر حاضر رہا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپؒ نے تین ہزار غلام آزاد کرلئے تھے اور سب با مرادہوئے تھے۔ اس روایت میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ اور اسی طرح بعض غلاموں کے مالکوں کو واجب الادا حق سے زیادہ بھی عنائیت فرماتے۔ انہی دنوں ایک غلام آپؒ کی خدمت میں آکر فریاد کرنے لگا۔ اور آپؒ کے دامن کو پکڑ کر اپنی آزادی کے لئے استدعا کی۔ آپؒ نے اس کے مالک کو بلوالیا اور اس کو تسلی دیکر غلام کی آزادی کے لئے کہا۔ مگر وہ شخص اعراض اور روگردانی کرتا رہااور انکار کرتا

رہا اور کسی طریقہ پر راضی نہیں ہوتا تھا۔ آپؒ باربار اس کو کہتے رہے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ آخر بہت کوشش اور محنت کے بعد جب اُس آدمی نے چھٹکارے اور نجات کی کوئی صورت نہ دیکھی،آخر کار اُس نے عرض کیا کہ اگر آپؒ واقعی اس کو خدا کی رضا طلبی کے لئے آزاد کرانا چاہتے تھے تو دوسو اسی آدھیلی (اس زمانے کا سکہ) جبکہ ہر ادھیلی پر کابل کے ٹکسال کی ضرب اور نشانی ہو۔ مرحمت فرمادیجئے تو میں غلام آپؒ کو دوں گا۔ ورنہ بصورت دیگر میں اس کو آزاد نہیں کرسکتا،جب آپؒ نے دیکھا کہ یہ شخص اس آخری بات سے ٹلنے والا نہیں،اپنے گھر تشریف لے گئے اور دو سو اناسی یعنی دوسو اسی سے ایک ادھیلی کم رقم اپنے دولت خانے سے لے آیا اور شیخ ملی جو کہ مریدان خاص میں سے تھا،کہا کہ یہ ادھیلی گاؤں میں پیدا کرکے اس شخص کو دے دیجئے۔ شیخ ملی نے جواباًعرض کیا کہ اے ہمارے محترم شیخ صاحبؒ تما م ادھیلیوں کو جوکہ کابل کا سکہ ہے،آپؒ حاصل کرکے لے آئے اور یہ ایک ادھیلی ہاتھ نہیں آتی اور مجھے معلوم ہے کہ اس سارے گاؤں میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ اب یہ بات خداجانتا ہے کہ وہ ادھیلی بھی حضرت صاحبؒ نے گھر سے لاکر دی۔ اور اُس غلام کے مالک کا مطالبہ پوراکردیا۔ مالک نے رقم مذکورہ لے کر اس غلام کو آپؒ کے حوالہ کردیا۔ اور خود چلاگیا۔ آپؒ نے اُس غلام کو آزاد فرمایااور یہ قصّہ اور آپؒ کی کرامات کی طرف ایک رمزیہ اشارہ ہے کیونکہ آپؒ کے پاس کچھ بھی موجود نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کےفضل وکرم سے سب کچھ مہیا ہوکر ہاتھ آتا۔ **وللّٰہِ خزائن السّماوات و الارض** زمین اور آسمانوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں اسرار و رموز کا مفہوم ہے۔ [۴۰]

لنگرکا اہتمام

حضرت کاکا صاحب بڑے مہمان نواز تھے، آپ ہر خاص و عام کے ساتھ نہایت خوش دلی اور کشادہ دلی کے ساتھ پیش آتے اور کسی سائل کے سوال کو رد کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ کا دسترخوان خاصہ وسیع ہوتا تھا، آپ مہمانوں کی تواضع کر کے بہت خوشی محسوس کرتے تھے، اور موسم کے حساب سے مہمانوں کی خدمت کرتے تھے۔ موسم گرما میں صبح کے وقت چاول اور شام کو روٹی اور اس کے ساتھ گوشت کا اہتمام کیا جاتا تھا، جب

کہ سردیوں میں صبح روٹی گوشت اور شام کو چاول پیش کیے جاتے۔ لنگر میں گھی کثرت کے ساتھ استعمال ہوتا تھا اور اس کے ساتھ میوہ جات بھی رکھے جاتے تھے۔

حضرت کاکا صاحبؒ کے اساتذہ کرام

عام طور پر مشہور یہ ہے کہ حضرت اخون دین صاحب (مدفون اکوڑہ خٹک)آپ کے اُستاد ہیں، چنانچہ صاحب مجمع البرکات نے بھی آپؒ سے مشکوٰۃ شریف کے پڑھنے کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ مگر غالبًا یہ واقعہ بہت بعد کا ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ حکیم محمد امجد صاحب مرحوم نے اپنی تصنیف ''تاریخ زیارت کاکا صاحب''میں نقل کیا ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے: ''جناب قاضی درمکنون صاحب التوفی ۱۳۳۴ھ نے مجموعۃ الخطب میں ان کا نام اخ الدین لکھا ہے اور مشہور نام اخون دین صاحب ہے،ان کے متعلق میں نے یہ روایت سنی ہے کہ وہ ایک عالم و فاضل اور جامع العلوم والفنون تھے۔ تحصیل علم کے بعد حصول طریقت و معرفت کی غرض سے حضرت شیخ رحمکار کاکا صاحبؒ پاس آئے اور مقیم ہوئے،چند روز گذرے تو اسے واپس چلے جانے کا خیال آیا۔ حضرت کاکا صاحب سے آکر واپس جانے کی اجازت مانگی۔ آپؒ نے اجازت نہ دی۔ کچھ دن اور گذرے تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ پہاڑی جگہ ہے،میں عیالدار آدمی ہوں۔ یہاں آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اولاد کے لئے ذریعہ معاش کیا ہوگا۔ آخر کسب و کار بھی تو سنتِ نبویؐ ہے۔ اس لئے کسی ایسے علاقہ میں جا کر مقیم ہونا چاہیے، جہاں آمدنی کا کوئی مناسب ومعقول ذریعہ ہواور حضرت شیخؒ کی زیارت اور حصولِ سعادت کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ آیا کروں گا۔ اسی خیال سے اپنی کتابیں ایک بیل پر لاد کر اجازت لئے بغیر رات کو وہا ں سے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دُور گئے تھے کہ بیل زمین پر لیٹ گیا۔ حضرت اخون دین صاحب نے اٹھانے کی بڑی کوشش کی مگر کسی طرح بیل زمین سے ہلتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ رات گذر گئی اور صبح صادق ہوئی آپ نے ارادہ فرمایا کہ واپس اب میلہ (جائے قیام حضرت کاکا صاحبؒ) چلاجاؤں۔ اس ارادہ کے ساتھ ہی دیکھا کہ بیل اُٹھا اور واپس ہونے لگا۔ اخون دین صاحب سمجھے کہ واقعی کرامتِ اولیاء برحق ہے۔ اپنے جائے قیام پر لوٹ کر واپس آئے۔

کتابیں رکھیں،مسجد میں گئے،جب نماز پڑھی تو حضرت کاکا صاحبؒ نے فرمایا واپس کیوں آئے ہو۔ کس نے منت کرکے آپ کو راضی کیا اور آنے پر مجبور کردیا۔ حضرت اخون دین نے فرمایاکہ اے بحر کرامت ! مجھے معذور سمجھ کر اب معاف کیجیے،اس دفعہ یہ غلطی ہوئی ہے۔ آئیندہ بلا اجازت کوئی کام نہ کروں گا۔ پھر اس کے بعد حضرت کاکا صاحبؒ نے اُن کو بڑی تسلی دی کہ آپ کی اولاد پیدا ہوگی،میری اولاد کے ساتھ ہی ہوگی اور دونوں لازم وملزوم ہوکر رہیں گے اس کی پرواہ نہ کیجیے۔ آپ کی اس گفتگو سے ان کی خوب تسلی ہوئی۔ سینہ کُھل گیا اور پھر آپ نے بطور درخواست یہ فرمایا کہ حضرت اگر آپ بعد میں آنے والوں کی خاطر مشکٰوۃ شریف کے چند سبق مجھ سے پڑھ لیں تو میری تسلی خوب ہوجائے گی۔ کاکا صاحبؒ نے قبول فرمایا اور چند اسباق ان سے پڑھ لیئے اور اس طرح استاد ہونے کی ایک حیثیت حاصل کرلی۔

حکیم صاحب موصوف یہ تما م واقعہ ذکر کرکے لکھتے ہیں۔ ''ازیں جہت تشہیر یافتہ کہ جناب اخ الدین یا اخون دین صاحب استاذ کاکا صاحبؒ است۔''صاحب مجمع البرکات نے جہاں اخون صاحبؒ سے حدیث پڑھنے کا واقعہ بیان کیا ہے،وہاں لکھتے ہیں کہ ایک حدیث کے ضعف و قوت کے متعلق اپنے استاد کے ساتھ بحث کی آئی۔ آپ نے ایسی دلیلیں پیش کیں کہ اُستاد پر غالب آئے۔ اُستا د نے حیران ہوکر فرمایا کہ یہ سب کچھ باطنی قوت کا اثر ہے اور میں اِس علم باطن میں آپ سے کمزور ہوں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایاکہ اچھا حضرت پھر آپ بھی اِس باطن کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتے۔ آپ کے ان الفاظ نے استاد پر اثر کیا اور اس کے بعد فیوض باطنی کے استفادہ کیلیئے ان سے بیعت ہوچکے اور آپ کی توجہات سے مدارج سلوک طے کئے۔

روایت کے مطابق حضرت شیخ جی کے والد محترم نے بچپن میں اپنے فرزند کو قاضی ابوالفتح بلگرامی کے والد قاضی ابو الاعلیٰ کے سپرد کردیا تھا جو کہ ''قاضی بڈھا''کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ انہی سے آپؒ نے قرآن حکیم سیکھا اور چھوٹی عمر ہی میں حفظ کیا۔ بعد میں دوسرے علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۴۲

آپؒ کے دیگر اساتذہ کرام میں جناب عبداللہ انصاری، سلطان پوری اور مولانا

عبداللطیف سلطان پوری کے نام بھی لئے جاتے ہیں۔ یہ دونوں حضرات علوم عصری میں بڑے باکمال اور نابغہ عصر اساتذہ سمجھے جاتے تھے۔

حضرت کا کا صاحبؒ کا ذوقِ سماع

حضرت کاکا صاحبؒ کے چوتھے فرزند شیخ عبدالحلیم گلؒ آپؒ کے ذوقِ سماع سے متعلق کچھ اس طریقے سے بیان کرتے ہیں:

'ابتدائے حال میں حضرت شیخ المشائخ کبھی کبھی سماع سنا کرتے تھے اور دوران سماعت آپ پر وجد طاری ہو جایا کرتا تھا۔ آپ دف وغیرہ کے بغیر محض خوش آوازی کے ساتھ محفل سماع میں شریک ہوتے۔ اور اس سماع میں رب تعالی سے تعلق جوڑنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا پیغام عام کیا جاتا تھا۔[۴۳]

اسی طرح ہجویری عرف داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں سماع کے بارے میں لکھا ہے : سماع اس صورت میں درست ہے کہ (۱) خواہ مخواہ اور تکلف کرکے سماع نہ سنا جائے۔ ۔ جب تک کہ خود کیفیت نہ بنے (۲) سماع زیادہ بھی نہیں سننا چاہیے کہ عادت بن جائے۔ (۳)مرشد یا شیخ کی محفل سماع میں موجودگی لازم ہے۔ (۴) محفل میں عا م لوگ شریک نہ ہوں (۵) قوال اعلی کردار کے حامل ہوں (۶) دل دنیوی عیش کی جانب نہ جائے(۷) طبیعت غلط طرف راغب نہ ہو(۸) تکلف و اہتمام سے گریز کیاجائے۔[۴۴]

حضرت کاکا صاحبؒ کے پیراور تصوف کا بیان

پیر فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں۔ شیخ، مرشد یا ضعیب آدمی جو عموماً رہنما اور ہادی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ مرشد و ہادی عموماً عمر رسیدہ ہوتے ہیں پس ان کو عمر رسید گی کے لحاظ سے کثرت استعمال سے ہر ہادی و مرشد کے لئے پیر کا لفظ استعمال ہوتا رہا خواہ وہ عمر کا ادھیڑ بلکہ جوان ہی کیوں نہ ہو۔ [۴۵]

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں : تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ یعنی سخاوت،رضا،اشارہ، غربت، صوف پہننا،سیر،فقر۔ سخاوت حضرت ابراہیمؑ کی اقتداء ہے۔ رضا حضرت اسماعیلؑ کی اقتداء ہے۔ صبر حضرت ایوبؑ کا اتباع ہے۔ اشارہ حضرت زکریاؑ کا اتباع،غربت یحییٰ

کی پیروی، سیاحت حضرت عیسیٰؑ کی۔ صوف پہننا حضرت موسیٰؑ کی پیروی اور فقر آنحضورؐ کی سنت ہے۔ ۴۶

حضرت شیخ رحمکار قدس سرہ العزیز مادر زاد ولی تھے۔ سادہ الفاظ میں آپؒ کا طریقہ اویسی تھا،یعنی آپؒ نے براہ راست حضورﷺ سے باطنی طور پر فیضان حاصل کیا تھااور خود حضورﷺ نے آپؒ کی روحانی تربیت فرمائی تھی اور مدارجِ کمال پر پہنچایا تھا۔

آپ کو کسی پیر و مرشد کی ضرورت تھی اور نہ ہی آپ نے کبھی کسی ولی اللہ یا کسی پیر و مرشد سے بیعت کی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ازل سے نیکی و سعادت مندی نصیب کی اور روحانی تربیت نور نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرمائی اور یہی سبب ہے کہ آپ اپنے مریدوں، مسترشدین اور خلفاء کی تعلیم و تربیت بھی وظائف و نوافل کے بجائے توجہ باطنی یا نظر کیمیا اثر سے فرماتے تھے۔ صوفیہ کی اصطلاح میں اس طریقے کو اویسی طریقہ کہا جاتا ہے،کیونکہ حضرت اویس قرنیؒ نے بھی براہ راست باطنی طور پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فیض پایا تھا، چنانچہ سلسلہ نقشبندیہ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ نے اویسی طریقے پر حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے روحانی تربیت حاصل کی تھی۔ ۴۷

حضرت کا کا صاحب کی بیعت:

طریقہ بیعت اپنی ظاہری صورت کے ساتھ ایک معنویت بھی رکھتا ہے جسے تصوف کی زبان میں رابطہ یا نسبت کہتے ہیں۔ خلفائے راشدین کے دور تک مسلمان خلیفہ وقت کی بیعت کیا کرتے تھے۔ ''مجمع البرکات'' میں ہے کہ اویسی طریقے کے علاوہ آپ سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد سے بیعت تھے۔

حضرت کاکا صاحبؒ کالباس

حضرت کاکا صاحب کا لباس بہت سادہ ہوتا تھا، اور جب تک حیات رہے اس وضع پر قائم رہے۔ کبھی کبھی ایک پرانی چادر اوڑھ لیتے' اور ایک چھوٹی سی دستار سر پر باندھتے' کبھی کبھی ایک پرانا کپڑا اونی یا سوتی سرکو لپیٹ لیتے۔ اگر کوئی نیا کپڑا لا تا تو آپ اس کی خاطر داری کے لئے تھوڑی دیر کے لئے پہن لیتے' پھر وہ کپڑا درویشوں میں تقسیم فرما دیتے۔ ۴۹

حضرت کا کا صاحبؒ کا مکان

فقیرہمیشہ عارضی سائبان پر یقین رکھتے ہیں۔ اس لئے فقرا جس جگہ بھی رہیں اسے و ہ تکیہ کہتے ہیں، فقیروں کے گھر' کوٹھیاں یا محل نہیں ہوتے بلکہ وہ اسے کٹیا 'جھگی' آشیانہ کہتے ہیں۔ کاکا صاحب کا رہائشی مکا ن گھاس پھوس سے بنا ہو اتھا۔

حضرت کاکا صاحب کے جوتے:

آپ جوتے کھجور کے بُنے ہوئے پتوں کے پہنتے تھے۔ آپ نے ساری عمر اسی طرح گزاری۔

حضرت کا کا صاحبؒ کی اولاد:

حضرت کاکا صاحب کے پانچ صاحب زادے تھے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ خلف الرشید سید ضیاء الدین، المعروف بہ میانجی وآزاد گلؒ صاحب
تاریخ ولادت ۳ ماہ رمضان ۱۰۱۸ھ ہجری۔ بروز دو شنبہ مطابق 30نومبر 1609ء عیسوی۔

۲۔ سید محمد گل۔ المعروف بہ حاجی گلؒ۔
۴ ماہ شوال ۱۰۲۱ھ ہجری بروز چار شنبہ۔ مطابق 28نومبر 1612ء عیسوی۔ رحلت: محرم 1088ھ ہجری (مطابق 1677ء)

۳۔ سید عبدالخلیل۔ المعروف بہ خلیل گل باباؒ۔ وزمرے باباؒ۔
ولادت ۸ ماہ رجب ۱۰۲۳ھ ہجری۔ بروز پنج شنبہ مطابق 14اپریل 1614ء عیسوی۔ رحلت 20ربیع الاول 1092ھ ہجری۔

۴۔ سید عبدالحلیم۔ المعروف بہ حلیم باباؒ۔ سپین باباو شیخ دانش مند۔
ولادت ۲۷ ماہ رمضان ۱۰۲۴ھ ہجری۔ بروز سہ شنبہ۔ مطابق 20اکتوبر 1615ء عیسوی۔

۵۔ سید نجم الدین
آپ کی اولاد کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے:

شیخ ضیاالدین شہید بابا

شیخ رحمکار کی وفات کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے شیخ ضیا الدین شہید بابا نے ان کی جگہ مسند رشد و ہدایت کو زینت بخشی۔ وہ بالکل اپنے والد کے نقش قدم پر تھے۔ خود ان کے متعلق حضور کاکا صاحب نے پیشن گوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد ضیاالدین مراتب عالی پر فائز ہو ں گے، اور کفار اور بت پوجنے والے ان کی روشنی کی چمک کی برکت اور ان کی زندگی سے مشرف ہوں گے۔

شیخ محمد گل

حضرت کاکا صاحب کے دوسرے صاحب زادے شیخ محمد گل تھے۔ مجمع البرکات میں ہے کہ جب یہ حج ادا کرنے کے بعد واپس ہو رہے تھے تو ایران کے علاقے میں کافروں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ وفات سے کچھ پہلے وصیت کی کہ اگر تم سے ممکن ہو تو میرے وطن لے جاو، اور میرے والد کے قریب دفن کرو۔

شیخ خلیل گل:

حضور کاکا صاحب کے تیسرے فرزند ارجمند کا نام شیخ خیل گل تھا۔ آپ اپنے والد کی زندگی میں ہی ٹوٹئی علاقہ انزی میں تشریف لے گئے۔ مزری سے مشہور ہوئے، اور وہیں سکونت اختیار فرمالی۔ حضرت شیخ گل کی اولاد آج بھی اس علاقے میں آباد ہے۔

شیخ عبدالحلیم:

آپ رحمکار سرکار کے چوتھے صاحب زادے تھے۔ آپ کا نام تو عبدالحلیم تھا لیکن مشہور حلیم گل بابا کے نام سے تھے اور علم وفضل و زہد و ورع سے ممتاز تھے۔ آپ کے علم و حکمت کو دیکھ کر آپ کو دانش مند کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ سپین بابا اور صاحب ہندوستان کے لقب سے بھی مشہور تھے۔ آپ نے ہندو پاک کے مختلف شہروں میں سفر کر کے متعدد اساتذہ سے علوم دینیہ کی تعلیم و تکمیل کی تھی۔

نجم الدین:

آپ نے بچپن میں وفات پائی۔ **۵۰**

اکبر کی کاکا صاحب سے عقیدت:

اکبر اور جہانگیر کی حضور کاکا صاحب سے ملاقات کے باب میں تاریخ دانوں نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ تذکرہ صوفیا سرحد میں اعجاز الحق قدوسی نے *مجمع البرکات* اور سید سیاح الدین نے، تذکرہ شیخ رحمکارؒ میں لکھا ہے کہ اکبر اور جہانگیر نے حضرت شیخ رحمکار سے ملاقات کی تھی، جو کہ سراسر حقائق کے منافی ہے چوں کہ بہادر شاہ ظفر نے اپنی کتاب '*شیخ رحمکارؒ کاکا صاحب* میں یہ حقیقت تمام تر شواہد و ثبوت کے ساتھ بیان کر دی ہے کہ اکبر اور جہانگیر کی حضرت کاکا صاحب سے ملاقات کا بیان محض خوش عقیدگی کی بنا پر گھڑی گئی ایک کہانی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیوں کہ کاکا صاحب اس وقت مسند ارشاد پر ابھی متمکن ہی نہیں ہوئے تھے۔ **۵۰**

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ایک محقق کو غیر متعصب اور غیر جانب دار ہو نا چاہئے۔ تحقیق کے دوران جو حقیقت سامنے آئے اسے ضرور ظاہر کرے.خواہ وہ اس کے اپنے مذہب، قوم، زبان، فرقے اور ادبی گروہ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

اختتامیہ

بزرگان دین کی مبارک اور نیک زندگیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، اور کاکا صاحب آسمان ولایت کا ایک ایسا روشن ستارہ ہیں جس کی تعلیمات سے ایک عالم بہرہ مند ہورہا ہے۔ آپ نے ہمیشہ بے لوث انداز میں مخلوق کی خدمت کی، اور اس کا صلہ رب کریم کے سوا کسی سے نہیں مانگا، اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی یہی شعور و آگہی عطا کی کہ حاجت روا فقط رب کی ذات ہے۔ اورآپ ہمیشہ فرماتے کہ رب کی خوش نودی اسی میں ہے کہ بندہ رب کے بندوں سے پیار کرے اور ان کی خدمت کرے۔

حوالہ جات

۱۔ سید سیاح الدین کاکاخیل، *تذکرہ شیخ رحمکار*، اداراہ اشاعت السلام، جامع مسجد لائل پور (فیصل آباد) ۲۲ جولائی ۱۹۶۴، ص ص ۱۱، ۱۳
۲۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، *شیخ کاکا قطب عرف کاکا صاحب*، F-5۔ سیکٹر ایف 5، فیز6 حیات آباد، پشاور، سال 2010ء، ص۷۵
۳۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، *مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ*، دارالعلوم فیض القران پیر سباق، نوشہرہ، سرحد(کے پی کے)، سن ۱۹۹۵ء، ص ص۲۲۸۔ ۲۹
۴۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، *شیخ کاکا قطب عرف کاکا صاحب*، ص ۶۷۔
۵۔ اعجاز الحق قدوسی، *تذکوہ صُوفیاء سرحد*، مرکزی اُردوبورڈ، لاہور، مئی ۱۹۶۶ء، ص۲۶۸
۶۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، *شیخ کاکا قطب عرف کاکا صاحب*، ص۶۸۔
۷۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، *شیخ کاکا قطب عرف کاکا صاحب*، ص ۶۹۔
۸۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، *شیخ کاکا قطب عرف کاکا صاحب*، ص ص۷۰۔۷۱
۹۔ اعجاز الحق قدوسی، *تذکرہ صُوفیاء سرحد*، ص۲۶۸۔
۱۰۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، *شیخ کاکا قطب عرف کاکا صاحب*، ص۷۱۔
۱۱۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، *شیخ کاکا قطب عرف کاکا صاحب*، ص ۶۵۔
۱۲۔ اعجاز الحق قدوسی، *تذکرہ صُوفیاء سرحد*، ص۲۶۸۔
۱۳۔ سید قاسم محمود، *شاہکاراسلامی انسائیکلو پیڈیا*، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، جلد اول، سن ندارد، ص۹۷۸۔
۱۴۔ حضرت حلیم گل باباؒ، *مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ*، ص ۳۳۔
۱۵۔ سیدقاسم محمود، *اسلامی انسائیکلو پیڈیا*، ص۸۴۹۔
۱۶۔ سید سیاح الدین کاکاخیل، *تذکرہ شیخ رحمکارؒ*، لائل پور (فیصل آباد)، ادارہ اشاعت الاسلام، جامع مسجد، ۱۹۶۴ء، ص۶
۱۷۔ سید بہادر شاہ ظفر کاکاخیل(تمغہ امتیاز)، *شیخ رحمکارؒ کاکا صاحب*، جنید پیپر مارٹ، پشاور، ۲۰۰۷ء، ص۱۴۳۔
۱۸۔ سید بہادر شاہ ظفر کا کا خیل، *شیخ رحمکارؒکا کاصاحب*، جنید پیپر مارٹ، پشاور، ۲۰۰۷ء، ص۲۳۴۔
۱۹۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، *مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ*، ص ۶۵۔
۲۰۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، ص ۶۵۔
۲۱۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، *مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ*، ص ص۶۶-۶۵۔
۲۲۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، *مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ*، سن ۱۹۹۵ء، ص ۶۶
۲۳۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، *مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ*، ص ۶۶۔

۲۴۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ، ص۷۶۔ ۷۷
۲۵۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام حیدر سندھی، حیات قلندر شہبازؒ، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت،سنٹر آف ایکسیلینس،قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد، سن۲۰۰۶ء، ص۵۵
۲۶۔ سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ص۱۵۶۲۔
۲۷۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ،ص ص۷۶۔ ۷۷
۲۸۔ سید سیاح الدین کاکاخیل، تذکرہ شیخ رحمکارؒ، لائل پور (فیصل آباد)، ص ۶۔
۲۹۔ سید بہادر شاہ ظفر کا کا خیل، شیخ رحمکارؒ کاکا صاحب، ص۴۸۔
۳۰۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، شیخ کاکا قطب شیخ المشائخ حضرت شیخ رحمکار قدس سرہ، دارالکتب پرنٹنگ ایجنسی، پشاور، ۲۰۱۰ء، ص۱۴۸
۳۱۔ سید بہادر شاہ ظفر کا کا خیل، شیخ رحمکارؒ کاکا صاحب، ص۴۸۔
۳۲۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام حیدر سندھی، حیات قلندر شہباز، ص ص۶، ۶۱
۳۳۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص ۷۳۲۔
۳۴۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ،ص ص۲۰۷۔ ۲۰۸
۳۵۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ،ص ص۲۰۸۔ ۲۰۹
۳۶۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ، ص ۲۰۱۔
۳۷۔ سید سیاح الدین کاکاخیل، تذکرہ شیخ رحمکارؒ، ص۵۶۔
۳۸۔ سید بہادر شاہ ظفر کاکا خیل (تمغہ امتیاز)، شیخ رحمکارؒ کاکاصاحب،ص ۱۴۲۔
۳۹۔ حضرت حلیم گل باباؒ فرزند حضرت کاکا صاحبؒ، مقامات قطبیہ و مقالات قدسیہ، ص ص۲۰۱۔۲۰۲۔
۴۰۔ سید سیاح الدین کاکا خیل، تذکرہ شیخ رحمکارؒ،ص ص۲۱۔ ۲۲۔
۴۱۔ ایضاً۔
۴۲۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل، شیخ کاکا قطب عرف کاکا صاحب، ص۸۰۔
۴۳۔ سید بہادر شاہ ظفر کاکا خیل، شیخ رحمکار کاکا صاحبؒ، ص ص ۱۲۰۔ ۱۲۱۔
۴۴۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۰۴۱۔
۴۵۔ مولوی محبوب عالم، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، سن نومبر۱۹۹۲، ص ۱۶۱
۴۶۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص ۵۵۹۔
۴۷۔ سید بہادر شاہ ظفر کاکا خیل (تمغہ امتیاز)، شیخ رحمکار کاکا صاحبؒ، ص ۱۲۱۔
۴۸۔ سیف الرحمٰن سید کاکا خیل،شیخ کاکاقطبؒ، دارالکتب پرنٹنگ ایجنسی، ۲۰۱۰، ص۱۶۸
۴۹۔ اعجاز الحق قدوسی، تذکرہ صوفیائے سرحد، ص۲۹۱۔
۵۰۔ ایضاً، ص ص۳۰۱-۳۰۶۔